مولانا فضل علی حقانی *

آہ ! میرے بھائی میرے دوست
حضرت مولانا الحافظ محمد ابراہیم فانی

اس دارِ فانی میں ہر آنے والا جانے ہی کیلئے آتا ہے' قدرت کی کرشمہ سازی بعض ہستیوں کو عظیم ماؤں کی کوکھ سے جنم دے کر خاص تربیت سے رکھتی ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد ایسی ہستیاں قدرت کے وہ مقاصد جس کیلئے ان کا تخلیق اور تربیت کیا گیا ہو' پورا ہونے کے بعد رحمتِ الٰہی کی آغوش میں جاکر ہمیشہ کیلئے امر بن جاتے ہیں اور رحلت کے بعد ان کی عظمت دنیا پر آشکارہ ہوکر ایک عالَم کو اپنے پیچھے سوگوار چھوڑ جاتے ہیں۔ انہی عظیم ہستیوں میں میرے بھائی اور حقیقی دوست حضرت علامہ حافظ محمد ابراہیم فانی صاحب مرحوم تھے جو طویل علالت کے بعد ۲۶ فروری ۲۰۱۴ء بروز بدھ ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے فرحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً ، برادرم جناب اسماعیل صاحب نے ان کی وفات کی خبر صبح ۳:۳۰ کو گلوگیر آواز سے سنائی جو کسی صاعقہ سے کم نہ تھی۔

خاندانی پس منظر:

حافظ محمد ابراہیم فانیؒ ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کے بارے میں یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ ''این خانہ ہمہ آفتاب است'' فانی صاحب مرحوم کا نسبی اور روحانی رشتہ اس شجرہ طوبیٰ سے تھا جن میں بڑے بڑے جبال العلم صاحب نسبت بزرگ گزرے ہیں جن کے شاگرد دنیا کے کونے کونے میں تشنگان علم کو سیراب کرچکے ہیں اور بڑے بڑے عالمی تحریکوں کا حصہ رہ چکے ہیں۔ جن میں مجاہد کبیر حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب ''مہاجر کابل'' بحرعمیق مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی' مولانا سید میر محمد ننگرہاری' مولانا عبدالجمیل طوروی' مولانا قاضی عبدالحق کابلی' مولانا پردل قندہاری اور مولانا سودائی بام خیل شامل ہیں۔ پھر فانی صاحب مرحوم کی تربیت جس ہستی کی آغوش میں ہوئی وہ رہتی دنیا تک صدرالمدرسین کے نام سے یاد رکھے گی۔ ایسی عبقری شخصیت جس نے جنوبی ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آخر دم تک ہزاروں تشنگانِ علوم کو قال اللہ وقال

---

* سابق وزیر تعلیم' صوبہ خیبر پختونخوا

الرسول کا درس دیا‘ جو سرتا پا علم وعمل کا مجسمہ اور سنت نبوی ﷺ کی عملی تصویر تھے‘ جس کے فقیرانہ دربار میں متبحر علماء اس کے علمی ہیبت کی وجہ سے گنگ رہتے‘ بڑے بڑے جاگیردار‘ خان اور نواب اس کے سامنے سرنگوں رہتے‘ حق بات کہنے میں بلاخوف لومۃ لائم نہ تردد کرتے اور نہ کسی قسم کی مصالحت کے روادار تھے۔ حضرت فانی صاحب مرحوم کی رگوں میں وہی خون دوڑتا نظر آیا اور وہی موروثی اثرات بدرجہ اتم ان کو منتقل ہوئے۔

فانی صاحب سے قلبی محبت وعقیدت:

حضرت مولانا ابراہیم فانی صاحب مرحوم اگرچہ عمر کے لحاظ سے مجھ سے بڑے تھے لیکن دونوں علمی خاندان ہونے کے ناطے بچپن سے ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے گئے اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ میرے والد ماجد مولانا فضل حق مرحوم اور حضرت صدر صاحب نوراللہ مرقدھما کے قریبی مراسم تھے۔ تقریباً ۱۹۶۸ء سے میرے والد صاحب مرحوم بستر علالت پر تھے۔ جب صدر صاحب مرحوم جمعۃ المبارک کو گاؤں تشریف لاتے تو ضرور میرے والد صاحب مرحوم کے پاس تیمارداری کے لئے تشریف لاتے۔ اس وقت اگرچہ میں کم عمر تھا لیکن آج بھی حضرت صدر صاحب مرحوم کے مخصوص لہجہ میں آواز جو دروازے پہ کھڑے ہوکر ’’فضل علی‘‘ پکارتے‘ کانوں میں گونج رہی ہے۔ حضرت مرحوم تشریف لانے کے بعد دیر تک والد صاحب مرحوم سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے جب والد مرحوم اپنی زیست سے ناامید ہونے لگے تو حضرت صدر صاحب مرحوم کو بلا کر وصیت فرمائی کہ مجھے زندگی کی اب امید نہیں رہی اور یہ بیٹا اللہ تعالیٰ کو اور آپ کے سپرد کرتا ہوں اس کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال آپ رکھیں گے۔ حضرت صدر صاحب نے اسی وصیت کی لاج رکھتے ہوئے زندگی کے ہر موڑ پر مکمل سرپرستی فرمائی اور میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں اپنی سرپرستی میں داخلہ دلوایا۔ حضرت صدر صاحب نے ہمیشہ اپنے نسبی بیٹوں سے زیادہ شفقت فرمائی فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ اسی تعلق کی وجہ سے فانی صاحب مرحوم سے بھی مراسم بڑھ گئے۔

گاؤں کے ماحول میں رسومات اور بدعات کی مخالفت ہو یا قادیانیوں‘ پرویزیوں کا تعاقب ہو یا فرقہ واریت کی عفریت سے مخاصمت ہو۔ الغرض تمام تحریکوں میں ہم دونوں یک جان دوقالب کی طرح میدان میں کھودتے رہے ہیں اور الحمدللہ سرخرو ہوئے۔ یہ داستانیں ایک کامل کتاب کے متقاضی ہیں۔

فقیری میں بادشاہی:

حضرت فانی صاحب مرحوم دیگر بہت سارے خوبیوں سمیت فقیر منش اور درویش صفت انسان تھے۔ ان کی نشست وبرخاست‘ گفتار وکردار انتہائی سادہ مگر پروقار تھی۔ کبھی بھی اپنے علمی تفوق کو ہم عصروں کی محفل میں آشکارہ کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ظاہری وضعداری اور شان وشوکت بنانے سے بہت دور تھے جبکہ اجنبی شخص پر آپ کا علمی

مقام گفتگو کرنے کے بعد ظاہر ہوتا' جب کبھی بھی گاؤں تشریف لاتے تو فوراً اطلاع کر کے ہمارے گھر سے متصل مختصر کمرے میں سارا دن گزارتے اور دوست واحباب جمع ہو کر فانی صاحب مرحوم کی بذلہ سنجی' لطائف وظرائف اور موقع کے مناسب اشعار اور علمی نکات کے موتیوں سے محظوظ ہوتے اور سامعین داد دیئے بغیر نہ رہتے۔ اللہ رب العزت نے فانی صاحب مرحوم کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا تھا۔ تنگ دستی اور معاشی مشکلات کے باوجود استغناء کو اوڑھنا بچھونا رکھا اور ہمیشہ اپنی حالت کو اخفاء میں رکھ کر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو ۔۔۔ تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

حسد و کینہ سے پاک صاف مزاج:

اس ظلمت کدہ میں ابتدائے آفرینش سے قدرتی طور پر کسی انسان کو کمال حاصل ہونے پر اس کے حاسدین میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور کبھی حسد کی آگ محسود کے درپے آزاد ہو کر امت مسلمہ کو بڑے خسارے سے دوچار کرتا ہے' جیسا کہ تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ علاوہ ازیں سب سے زیادہ توجہ طلب یہ کہ اللہ عزوجل نے قرآن کریم کو حسد ہی سے پناہ مانگنے پر ختم کیا ہے۔

حضرت فانی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مزاج اور وسیع ظرف دیا تھا کہ دور دور تک حسد کا شائبہ اس میں نہ تھا بلکہ اس کے برعکس دوستوں کے علمی تفوق کو تسلیم کرتے اور ان کے دنیاوی ترقی پر دلی مسرت کا اظہار کر کے حقیقی معنوں میں خوش ہوئے۔ صرف اسی صفت پر حضور علیہ السلام نے بعض صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت فانی صاحب مرحوم میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ مصائب اور مشکلات کے دوران دوستوں کے حوصلے بڑھا کر مسائل کے حل کے لئے خلوص دل سے صائب مشورے دیتے تھے شاید اس پرفتن دور میں کسی کو ایسا مخلص دوست ملے۔ اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

علمی حیثیت تصنیف وتالیف کے میدان میں:

حضرت فانی مرحوم کی خاندانی علمی تفوق اور ٹھوس علمی حیثیت کی ایک دنیا معترف اور اس پر ناز کرتی ہے۔ فانی صاحب مرحوم موروثی صفات کے ساتھ ساتھ حضرت صدر صاحب مرحوم کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کا پرتو اور عکس جمیل تھے۔ جنوبی ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی سے فراغت کے بعد درس و تدریس کے میدان میں آخر دم تک دارالعلوم سے وابستہ رہے۔ مختلف علوم وفنون کے منتہی کتابیں زیر تدریس رہیں اور اکابر دارالعلوم کے نظر کرم خصوصاً دارالعلوم کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کے خصوصی شفقت اور محبت کی وجہ سے دارالعلوم کے مسند حدیث پر جلوہ افروز ہوئے جو ہر عالم دین کی دلی خواہش ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

درس وتدریس کے علاوہ تصنیف اورتالیف کے میدان میں جوکارہائے نمایاں انجام دیں۔یقیناً قابل داد ولائق تحسین ہے۔عربی' اردو' فارسی اورپشتو پر یکساں دسترس حاصل تھی۔اللہ رب العزت نے اسکے قلم میں روانگی' سلاست' چاشنی اورفصاحت وبلاغت کے نادر نکتے جوان کی تالیفات کی خصوصیات ہیں۔موقع بہ موقع اشعار جوان کی خصوصی صفت تھی' ودیعت رکھی تھی' حالانکہ یہ فضیلت کم لوگوں کونصیب ہوا کرتی ہے۔انکے قابل ذکر تصنیفات دروس الکافیہ' شرح حسامی' حیات صدرالمدرسین' نالہ زار' ازغی دَ تمنا۔ویرژن تصورات ،ارمانونہ وغیرہ قابل ذکر ہے۔

شعراورادب کے بے تاج بادشاہ:

حضرت فانی صاحب مرحوم کو دیگر خصوصیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دردمند دل دیا تھا۔اس درد دل کوحضرت فانی صاحب مرحوم نے مختلف زبانوں میں الفاظ کا جامہ پہنا کرعصر حاضر کے بہترین وقادر الکلام شعراء کے صف اول میں اپنے لئے جگہ بنادی۔آپ کا شاعرانہ کلام ملک بھر کے وقیع رسائل جیسے ماہنامہ ''الحق'، ماہنامہ ''الخیر''، ''خدام الدین'' اور ''بینات'' وغیرہ میں شائع ہوتا رہا۔ان کی نظموں اورغزلوں کو بہت کم مدت میں زبردست پذیرائی ملی' آپ عربی' فارسی' اردو اورپشتو کے قادرالکلام شاعر تھے۔اردو زبان میں نہایت شگفتہ انداز میں واردات قلبی اور درد ِ دل سپرد قلم کرتے رہے۔دوستوں کی مجلس میں جب موقع اورمحل کے مناسب اشعار ورد ِزبان ہوتے تو محفل کو کشت زعفران بنادیتے۔فانی صاحب مرحوم اپنی شاعری کی حقیقت کے بارے میں محترم ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کے چند اشعار لکھتے ہیں۔

یہ میرے اشعار یہ ضربات قلب بے قرار ہیں میرے وجدان حسن وعشق کے آئینہ دار
شاعری ہے میری تنہائی کا اک شغل لطیف اپنے بزم دل کا خود ساقی ہوں خود ہوں مئے گسار
جب ہوا کچھ کیف دل میں کہہ لئے دوچار شعر پھر بقدر ذوق اس کو پڑھ لیا دوچار بار
عمر بھر میں نے چھپایا ان کومثل راز دل کیا سر محفل سناتا ماجرائے ناگوار
یہ نوائے تلخ و شیرین یہ فغان گرم وسرد کیوں کسی اہل نظر کی طبع نازک پہ ہو بار
میں ہوں جس عالم میں رہنے دو مجھے اے عارفیؔ محفل اہل ہنر سے دور اور بیگانہ وار

اپنے درد ِدل کو یوں چند اشعار میں ذکر کیا ہے:

داغ دل پہ یار جانی اور ہے ماجرائے خون فشانی اور ہے
یہ نہیں ہے قصہ لیلیٰ وقیس درد کی میری کہانی اور ہے
زندہ ہوں لیکن شہید عشق بھی یہ حیات جاودانی اور ہے
ہوں مرید میر و غالب شعر میں پھر بھی لیکن رنگ فانیؔ اور ہے

مختصر یہ کہ آپ کے شاعرانہ کلام کا جھلک آپ کے کتابوں ''نالہ زار'' پشتو زبان میں ''ازغی دتمنا''، ویرژن تصورات'اور''داغہائے فراق'' (جوکہ مرثیوں پر مشتمل ہے) سے واضح ہے کہ آپ عصر حاضر کے بہترین شعراء میں سے تھے۔

فرق باطلہ کا تعاقب اور جامعہ حقانیہ سے محبت:

بچپن سے فانی صاحب مرحوم کی سیاسی وابستگی جمعیت علماء اسلام سے تھی۔ زمانہء طالب علمی میں اس میدان میں گاؤں میں بڑے بڑے معرکے سر کیئے۔ جس کا یہ مختصر مضمون تحمل نہیں کرسکتا۔ گاؤں میں رسومات اور بدعات کے خلاف جرات مندانہ انداز کے ساتھ میدان میں کھود کر انجام سے بے پرواہ ہوتے۔ جن میں اکثر واقعات اصحاب احوال اور اہل قصبہ کو معلوم ہیں۔ اسی طرح سیاست کے میدان میں جلسے جلوسوں میں شرکت اور خصوصاً انتخابات کے موقع پر علمی اور عملی متاع لٹا کر اپنوں اور بیگانوں کے طعنوں اور مخالفت کی پرواہ کئے بغیر خلوص دل سے ہماری سرپرستی فرماتے رہے، اپنے ہم جنسوں کے محفل میں انتہائی خوش وخرم جبکہ عوام کی محفلوں سے کتراتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کا والہانہ تعلق اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے اس قدر تھا کہ آپ چھٹیاں بھی دارالعلوم میں گزارتے اور بہت کم اپنے گاؤں تشریف لاتے۔ جب ہم شکایت کرتے تو فرماتے کہ میرا دارالعلوم سے نکلنا مچھلی کو دریا سے باہر نکالنے کے مترادف ہے۔

لیکن موت نے آخر ہم سب کو اپنے اپنے وقت پر اسی دارِ فناء سے دار بقاء کو لے جانا ہے۔ فانی صاحب مرحوم نے اپنے والدِ محترم حضرت صدر صاحب مرحوم کے بارے میں فرمایا تھا کہ ''شکستی کمر ما'' یہ جملہ آج مجھ پر فانی صاحب مرحوم کے سانحہ رحلت پر صادق ہورہا ہے۔ فانی مرحوم کے سانحہ رحلت نے ہمارے دلوں کو مضطر اور حواس کو معطل کرکے رکھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جنازہ ادا کرنے کے وقت میں غم سے نڈھال اتنا تو تھا کہ اپنے انتہائی مہربان دوستوں جناب مولانا حامد الحق صاحب اور مولانا راشد الحق صاحب کا نام بھول گیا' زبان گنگ' دل ماؤف اور عقل پژمردہ تھا۔ دارالعلوم حقانیہ اور زروبی میں ہزاروں علماء' طلبا اور صلحا و عوام الناس نے جنازہ میں شرکت کی۔ فانی صاحب بستر مرگ پر بھی دوستی اور محبت کا لحاظ رکھتے ہوئے مجھ جیسے طالبعلم سے گاؤں میں نماز جنازہ کی امامت ادا کرنے کی وصیت کرگئے۔ جسے میں اپنے لئے باعث سعادت اور باعث نجات سمجھتا ہوں۔

اور یوں فانی مرحوم اس دار فانی سے تمام رشتہ دار اور احباب کو غمزدہ چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔

اللھم نور قبرہ وبرد مضجعہ

مسکراہٹ کی لکیریں جس نے تصویروں کو دی   اس مصور کی جبیں پر ہر شکن مضروب ہے

☆ ☆ ☆